آج ہے میلادِ اقدس آفتاب الصدق کا ۔ نور افشاں کا ستارہ کیوں نہ چمکے مثلِ ماہ

نور افشاں

آفتاب الصدق

جلد ۴۵ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے - ۲۱ - دسمبر ۱۹۱۷ء | نمبر ۵۱

مولودِ مسعود

(از قلم مسٹر لامنوئیل صادق صاحب بی۔ اے سینٹ جانسن کرسچن کالج ۔ آگرہ)

شاداں ہے کس لئے یہ دلِ بیقرار آج   کیوں موجزن ہے رحمتِ پروردگار آج
کیونکر نہ ہو شگفتہ گلِ روحِ فسردہ   آتے ہیں خلد سے جو دمِ خوشگوار آج
کیونکر نہ رشکِ خلد ہو یہ خارزار آج   جس میں ہو کھلا وہ گلِ گیتی نگار آج
باد وفا و نورِ محبت سے دمبدم   محوِ خرامِ ناز ہے مستانہ وار آج
رقصاں ہیں کس ادا سے جوانانِ گلستان   مستِ نشاط ہیں سبھی سرو و چنار آج
ہاں بھر دے ساقیا! مئے گلگونِ عیش سے   جامِ سرورِ روح مسرت فشار آج
ہیں مطربانِ خوش لحن چرخ نو سنج۔   گاتے ہیں نغمہائے پیامِ بہار آج
بس کہدو یہ خزاں سے کہ بستر اٹھائے۔   ہے آمدِ جلیل عروسِ بہار آج

اے شاہ بامدار گلستان مرحبا!
اے مہربان بلبل نالاں حبذا!

اہلِ زمیں کا کیوں نہ بڑھے اقتدار آج   پیدا ہوا ہے جیسے یزداں وقار آج
ابلیس فسوں ساز ذرا ہوشیار آج   ہے بخت واژگوں کہ لکھی تیری ہار آج
آیا ہے تیرے سر کو کچلنے کے واسطے   وہ خسروِ جہاں وہ گردوں سوار آج
آخر مجوسیوں پہ ہوا آشکار آج کہ   پاجاگا بختِ خفتۂ ہر سیہ کار آج
پیدا ہوا ہے آج مسیحائے منتجی   خرم ہو خوب اے دلِ پُر اضطرار آج
اللہ رے لطفِ آبحیات ابد کے اب   سیراب ہوگی ہستی ناپائیدار آج
کیوں عرشِ معلّٰی پہ زمیں کا نہ ہو دماغ   اس دشتِ دہر پر ہوئی جنت نثار آج
مولودِ مسیحا مقدس کے ہاتھ سے   شیطاں کے حوصلوں کا بنایا مزار آج
مژدۂ مغفرت کی سرودِ عجیب سے   گونجے رباب چرخ کا ستار تار آج
صادق خوش آمدید شہنشاہِ نور کن۔   قرباں بہ قدرِ عیسٰے دلِ ناصبور کن۔!!

ایڈیٹوریل نوٹس

۳۱ دسمبر ۱۹۱۷ء

بڑا دن مبارک ہو

موکش داتا اور تران کرتا کا جنم دن

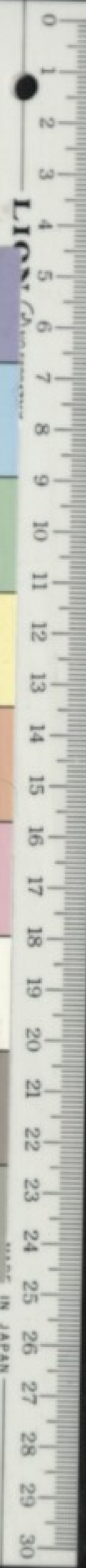
(ایک نوجوان ہندو کے قلم سے جن کا اخبار میں نام چھاپنے پر ایڈیٹر سمتھ کرسٹیان متاولبی بھرا آگنوں کی) نظمیں ان دنوں ہمارے موکش داتا اور تران کرتا پربھو یسوع کرشٹ کے جنم دن پر لگی ہوئی ہیں۔ اور نانا پرکار کی تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں۔ کوئی وشیش ہیتی سے سرمن تیار کر رہے ہیں۔ کوئی ڈریس اور سوٹ کی فکر میں ہیں۔ کوئی بھانت بھانت کی دیسی و ولایتی مٹھائیوں اور پکوان کے انتظام کا سوچ وچار کر رہے ہیں۔ کوئی ڈنر پارٹی اور پکنک کی تجویز میں ہیں۔ بچے اپنے ماتا پتا سے ملنے کی خوشی میں مگن ہیں۔ ماتا پتا اپنے پیاروں کی آگمن کے اتنے سے چپ چاپ ہیں۔ کوئی اپنے متروں کو کارڈ بھیج رہے ہیں۔ کوئی اپنے پریمیوں کو پریزنٹ دینے کا وچار کر رہے ہیں

غرض ہر ایک کی یہی ابھلاشا ہے کہ یہ ایک تیوہار جو آج کے دن مگن مگن کے آیا ہے۔ بڑی دھوم دھام و کروفر کے ساتھ منایا جاوے اور کسی پرکار کی کمی نہ رہ جاوے پرنتو ہے پریہ بھرا آگن سمرن رہے کہ یہ دن ہمارے لئے بڑی پرکشا اور آزمائش کا دن ہے کیونکہ جیسے ہمارے پربھو نے کہا ہے کہ جو دل میں بھرا ہے وہی اوپر آتا ہے۔ بھلا منش دل کے بھلے بھنڈار سے بھلی باتیں نکالتا ہے۔ اور برا منش برے بھنڈار سے بری باتیں نکالتا ہے اور ڈر ہے کہ یہ صرف لکیر کے فقیر ہی نہ ثابت ہوں۔ یاد رہے کہ ہم ایک زندہ مرتیو یعنی بھگوان کے انگامی ہیں۔ اور کیا ہماری ریت و رسم کی ادائیگی میں وہ آتما بھاؤ نہ پرگٹ ہو۔ اوشیہ ویسا ہی ہونا چاہیے۔ پریہ متر و یہ آج ہمارے پربھو ہم سے یہ پوچھیں کہ تم اپنی ریت و رسم کے بیوہار میں ان انیہ لوگوں (دوسروں) سے ادھک کیا کرتے ہو۔ تو ہم کیا اتر دے سکیں گے۔ کیا یہ آوشیک نہیں کہ ہمارا دھرم (استبازی) اودھیا کپو (فقیہ) اور فریسیوں کے دھرم سے ادھک ہووے۔ کا شک ہماری ریت نقیہ و فریسیوں کی طرح ظاہر داری اور دکھاوے کے طور پر نہ ہوں۔ بلکہ اس آتمک بھاؤ اور نیت کے ساتھ ہوں جس سے ہمارے پربھو کی اچھا پوری ہو۔ اور اس کی مہما (جلال) پرگٹ ہو۔

پربھو کا الوگرہ ہم پر ہووے کہ ان دنوں میں ہم ان جیوتشیوں (مجوسی) کو اپنے سنمکھ رکھیں۔ جو ایک مدت سے اس تران کرتا کے آگمن کی باٹ جوہ رہے تھے۔ اور جب انہوں نے اس کا ایک نشان دیکھا تو کیسے اہلادت اور آنندت ہوئے۔ اور کیول یہی نہیں پرنتو نانا پرکار کا دکھ اور سنکٹ سہہ کر اس کے درشنوں کے لئے گئے۔ پریہ مترو آپ ابھی بھانت وچار کر سکتے ہیں۔ کہ

اس اپترا میں انہیں کیسی کٹھنائیوں کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔ کیونکہ اس سمے میں یاترا کی یہ آسانیاں جو آج موجود ہیں کہاں تھیں۔ پر تو بھی ان سب دکھوں کو سہتے ہوئے دور دراز کا سفر اختیار کر کے انہوں نے اس پرماتما ست چت آنند کا درشن پراپت کیا۔ یہ ہم اتنی تیاریوں اور قیمتوں کے ساتھ اس کے درشن کے بھی ابھلاشی (آرزومند) ہوں تو کیا ہی اچھا ہو۔ ان مجوسیوں کا کیسا پون بشواش نظر آتا ہے کہ کیول ایک نشان دیکھ کر وہ سفر کی اتنی تکلیفوں کا کچھ بھی خیال نہیں کرتے۔ بلکہ بڑے اہلادت اور پرپھلت (خوش و خرم) نظر آتے ہیں۔ اور جب سمے انہوں نے اس راجاؤں کے راجا کا درشن پراپت کیا ان کے من موش اور شانتی سے پرپورن ہو گئے اور اس کے ایشوریہ اور پربھو (جاہ و جلال) کے سنمکھ اپنا سر جھکا کے اور اپنے علم اور گیان کو اس کے پیروں پر رکھتے اور نہ کیول یہی پرنتو اپنی بھینٹیں (نذریں) اس کے سامنے لاتے ہیں۔ بھرا آگنوں جیسے ہم ریت رسموں میں سنسارک سمبندھی باتوں (دنیوی تعلقات) کا خیال رکھتے ہیں کیا ہم آتمک سمبندھی باتوں میں اپنے راجا پربھو یسوع کا خیال نہ رکھیں گے۔ کیا ہم اس کے درشن کے ابھلاشی نہ ہوں گے۔ کیا ہم اپنے کو اس کے سنمکھ نہ جھکائیں گے۔ اپنے تمام اہنکار (ناز و نخوت) کو اس کے پیروں پاس نہ رکھیں گے۔ اور اپنی بھینٹیں (نذریں) اس کے سنمکھ لائیں گے؟ اور اپنے منوں کو اس کے سامنے انڈیل دیں گے کہ پربھو کا ایشوریہ اور پربھو ہم میں باس کرے کہ ہمارے چاروں اور کے رہنے والے جانیں کہ یہ پربھو کے سنگی ہیں۔ آپکو سمرن ہوگا کہ سبا کی رانی نے جب سلیمان راجہ کی کیرت (شہرت) سنی تو کیسی تیاری کے ساتھ اس کے درشنوں کو آئی۔ اس کے ساتھ بہت سے اونٹ





چمن پر خوشبوئیاں لدی ہوئی تھیں۔ بہت سا قیمتی اور مہنگا سامان جواہر پر تو یہ ترکیبیں ظاہری سامان کا سامان تھا جو اُس نے سلیمان راجا کے انجیور یادر بہبودِ شان و شوکت کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے ساتھ لائی تھی۔ اُس کے من میں ایک اور ہی وچار تھا۔ اور وہ یہ کہ اُس کے گیان کا انجور تجربہ) پراپت کرے۔ اُس نے آکر جو کچھ اُس کے من میں تقاسب کی بابت گفتگو کی اور انھیں کی منوکا منا پورن ہوئی۔ پھر آماد یہاں وہ ہے جو سلیمان سے بڑا ہے۔ بچار کے دن یہ ملکہ ہمیں دوش نہ ٹھہرا دے کہ ہم اتنی تیاریوں پر بھی اس کے درشنوں سے محروم رہ جاویں دیکھ میں دروازہ پر کھڑا ہوا کھٹکھٹاتا ہوں یدی کوئی کوئی میرا شبد سن کے دروازہ کھولے تو میں اُس پاس بھیتر آؤں گا۔ یہ بھور کا اگر وہ ایسا ہی ہو کہ ہم اپنے من کے دواروں کو کھلا سو رکھیں کہ وہ اگر اُس میں باس کریں اور اپنا پربھو (جلال) دکھا دیں۔

تتھا ستو۔

ہمارے سکول کا ”ہمارا دن“

(از قلم میر کریم الدین برق۔ مجیٹھا۔ ضلع امرت سر۔ انڈیا)

جناب اڈیٹر صاحب۔ اور ڈے پر جلسے اور چندے برائے زخمیاں کی کارروائی ہر جگہ انڈیا میں ہو رہی ہے۔

ہمارے سکول میں یہ جلسہ کل ۱۲ دسمبر کو منعقد ہوا۔ سکول کی در و دیوار قسم قسم کے خوشنما موٹوؤں اور صلیبی نشانات۔ اور یونین جیک و اتحادی ملکوں کے فلیگوں سے آراستہ تھیں۔ اسی جلسہ میں قصبہ ہذا کی کمیٹی کے ممبر صاحبان و رؤسا و شرفا قصبہ بھی شامل ہوئے۔ افتتاحی تقریر جناب ہیڈ ماسٹر صاحب مسٹر ایڈورڈ سخاوا صاحب نے کی۔ اور پریزیڈنٹ کے انتخاب کے لئے لالہ وشنو داس صاحب سکرٹری کمیٹی کو پیش کیا۔ لالہ گوردت مل صاحب ورنا کیولر سکرٹری اور ڈوسے فنڈ نے تائید کی اور مولوی امام الدین صاحب سیکنڈ ماسٹر نے تائید مزید کی۔ اب لالہ وشنو داس صاحب پریزیڈنٹ مقرر ہوئے۔ جنھوں نے زخمیوں کے لئے امداد کی ضروریات کو ظاہر کیا۔ اس کے بعد ہیڈ ماسٹر صاحب ریڈ کراس کی تقریر کی تاریخ اور اس کا مطلب واضح کیا۔ ان کے بولنے کے بعد آپ کے اخبار کے قدیمی نامہ نگار میر کریم الدین برق کی نظم ہوئی جس میں میسوپوٹامیہ کے زخمیوں کی امداد کی اپیل تھی۔ اس کے پیچھے مولوی فتح محمد صاحب ہیڈ ماسٹر نور سکول۔ اور مولوی حرمت علی صاحب ڈرائنگ ماسٹر کی نظمیں ہوئیں۔ جو راج برطانیہ کی امن و آرام کی تعریف سے لبریز تھیں۔ بعد ازاں پنڈت لوک راج صاحب ماسٹر نے ہارمونیم پر برطانیہ ہمارا کا گیت معہ تین چار لڑکوں کے خوب خوش الحانی سے بولا۔ جس سے سب لوگ خوش ہوئے تھے۔ ماسٹر رحمن علی صاحب ڈرل ماسٹر اور لالہ گوری شنکر صاحب ٹیچر نے پنجابی نظمیں عوام الناس کے فوائد کے لئے راج برطانیہ کی خوبیوں پر بولیں۔ ماسٹر لالہ رنجنداس صاحب نے تقریر مع نظم جرمنی کے مظالم کی تشریح کی اچھے طریقہ سے بولی۔ ان کے بعد سکول کے لڑکوں نے اپنے چندے میز پر تھیلیوں کے اندر پیش کئے۔ اور یونین جیک کو سلام کیا۔ سکول سٹاف اور لڑکوں کا چندہ اور ممبران کمیٹی کی فیاضی ملا کر ایک سو اسی روپے چندہ جمع کیا۔ جو میسوپوٹامیہ کے زخمیوں کے لئے ریڈ کراس کو بھیجا جاوے گا۔ سکول کے لڑکوں کی ہمت قابل ہزار آفریں ہے۔ بعض لڑکوں نے اپنے وظیفے اڑا سالم دیدیئے۔ ایک بچہ نے جو یتیم تھا ایک پیسہ پیش کیا۔ اس پیسہ نے چودہ روپے اپنے ساتھ اور ملا لئے جو زنہل لوگوں نے اس پیسہ کی بیکسی پر دیئے۔ اس کارروائی کے خاتمہ پر جناب ہیڈ ماسٹر صاحب نے انگریزی فتح کے لئے پُرزور دعا فرمائی۔ بعد ازیں جلسہ برخاست ہو گیا۔

سکاچ مشن سکول شادیوال میں ”ہمارا دن“

(از طرف ہیڈ ماسٹر صاحب سکاچ مشن سکول شادیوال۔)

واقعہ ۱۲ دسمبر ۱۹۱۴ء کو سکاچ مشن سکول شادیوال ضلع گجرات میں ایک جلسہ زیر صدارت سردار منشا سنگھ صاحب ہیڈ ماسٹر بابت آور ڈے منعقد ہوا۔ آرائش اور زیبائش کے لحاظ سے کمرہ دلہن کی طرح سجا ہوا تھا۔ اور حاضرین کی تعداد نے اس پر چار چاند لگا دیئے تھے۔ سب سے پہلے پریزیڈنٹ صاحب نے خدائی حمد و ثنا کے پیرایہ میں دعا مانگی۔ پھر سکول کے گانے والے لڑکوں نے رحمن کرمس نار مرصاحب نے بڑی مہربانی سے ایک ہفتہ پیشتر نیشنل انتھم کے باجہ کے ساتھ مشق کرائی تھی، نہایت شیریں آواز سے گایا۔ اس کے بعد ہیڈ ماسٹر صاحب نے نہایت ہی پُر اثر اور عالمانہ لکچر دیا۔ اور واضح طور پر مفصلہ ذیل امور پر بحث کی۔ کہ موجودہ جنگ کی وجہ کیا ہے۔ اور جنگ نے اس قدر طول کیوں کھینچا ہے۔ نقشہ جات پر موجودہ جنگ کے مقامات دکھائے۔ ریڈ کراس کی یعنی صلیب احمر کی بابت جو اس سے پہلے کسی کو واقفیت نہ تھی۔ ایسی روشنی ڈالی کہ حاضرین عش عش کرتے رہ گئے۔ اور جنگ کے زخمی سپاہیوں کی

ساتھ ہمدردی اور رحم کا اظہار کرنے لگے ہیڈماسٹر صاحب کے لکچر کے بعد پنڈت چونی لعل صاحب سیکرٹری سناتن دھرم سبھا شادیوال و بابو حاکم خاں ہاسپٹل ٹیچر و چوہدری خداداد صاحب و پنڈت تیرتھ رام عم ورنیکلر ٹیچراں نے یکے بعد دیگرے لکچر دیا اور راج انگریزی کی برکتیں ظاہر کر کے حاضرین کے دلوں میں جوش پیدا کر دیا۔ مگر ان سب میں پنڈت تیرتھ رام صاحب عم کا لکچر اپنے ڈھب پر سب سے نرالا تھا۔ جس کی قدردانی پر جناب ہیڈماسٹر صاحب نے ازراہ نوازش اپنی گرہ سے مبلغ ۲ روپیہ انعام عطا فرمایا۔ اس لکچر میں چند نکات خاص کر قابل قدر تھے۔

(۱) آور ڈے کی تشریح کہ شہنشاہ ملک معظم نے اپنی خاص مہربانی سے اپنے خاص شاہی خاندان کے تہوار کو ساری رعایا کا تہوار بنا دیا ہے۔ جس سے اتفاق۔ یگانگت اور حقوق کی مساوات کی خوشگوار جلوہ گر ہو رہی ہے۔

(۲) تاکہ یہ نعمت غیر مترقبہ یعنی آور ڈے کا تہوار ہمارے قبضہ سے نکل نہ جائے۔ اس کی حفاظت کے لئے ہم کو تن من دھن سے کوشش کرنی چاہئے تن کی کوشش بذات خود یا رنگروٹ بھرتی کرانا دھن کی کوشش یعنی اپنا مال اپنی سرکار کے قدموں پہ نثار کر دینا۔ من کی کوشش یعنی دل وجان سے اپنے بادشاہ کی فتح و نصرت کے لئے بارگاہ الٰہی میں سربسجود رہنا۔

(۳) کمپنی کے راج سے آجتک ہندوستان پر یہ چوتھا راج ہے۔ اور موجودہ شاہ جارج پنجم پانچواں ہے۔ گویا چار اور پانچ ملکر نو ۹ ہوتے ہیں اور نو کا عدد ایسا زبردست ہے۔ کہ جو دوسرا عدد اگر اس سے ٹکراتا ہے۔ وہ اپنی ہستی کو کھو دیتا ہے۔ اور صرف نو کا عدد ہی قایم رہتا ہے مثلاً ۹×۲=۱۸ میں ۸+۱=۹ ہی باقی رہا اور ۲ کا عدد غائب ہو گیا۔ اسی طرح ۹×۷=۶۳ یعنی ۶+۳=۹ کوئی بڑے سے بڑا عدد بھی اس سے ٹکرا کر قایم نہیں رہ سکتا بس ظاہر ہے۔ کہ ہمارے شہنشاہ سے جو طاقت مقابل ہونے کا حوصلہ کرے گی۔ وہ خود اپنی بربادی کا موجب ہو گی لکچر کے بعد انہوں نے اپنی خود ساختہ ایک نہایت برجستہ نظم پڑھکر سنائی جو کہ ذیل میں درج ہے۔

منائے آج خوشیاں سب رعایا
ہمارا آج بڑی شوکت سے آیا
کیا سرکار نے ہم کو عنایت
کہ فرق ہند و برٹن سے مٹایا
جو حق اس دن پہ تھا برطانیہ کا
وہی حق اس پہ ہم نے آج پایا
ہیں اب ہندوستاں برطانیہ ایک
خدا نے آج ہی یہ دن دکھایا
چلو دل کھولکر خوشیاں منائیں
دکھ کے واسطے رکھیں بقایا۔
لپٹ جائیں گلے سب کے خوشی سے
نہ سمجھیں یہ ہے اپنا یہ پرایا۔
دعا مانگیں خدا سے رات دن ہم
شہنشاہ کو سلامت رکھ خدایا
الٰہی ملک ان کی ہم پہ ہو حکومت۔
ہمیشہ تک رہے انہی کا سایہ
پھر اس جرمن کو دنیا سے مٹا دے
بہت جلدی سے کر اسکا صفایا۔
ہر اک کہتا ہے جرمن نے ہمارا۔
جو خرمن امن کا تھا سب جلایا۔
زمین پر ڈالدی ظالم نے ہل چل
جہاں بھر کو مصیبت میں پھنسایا۔
مگر اس کی یہ گیدڑ بھبکیاں ہیں۔
ہمارے شیر نے پنجہ بڑھایا۔
بہت جلدی وہ مٹ جائیگا ظالم
کہ ناحق جس نے خلقت کو ستایا۔
چلو غم چھوڑ دو خوشیاں مناؤ۔
آور ڈے کی مٹھائی کچھ کھلاؤ۔

اس کے بعد صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گجرات اور ملک معظم کے حق میں چیرز دیکر اور قومی راگ کا گیت گا کر دعا کے ساتھ جلسہ برخاست کیا۔ سامان آرائیش کے خرچ کے علاوہ چار روپیہ کی مٹھائی سکول کے طلباء میں تقسیم کی گئی۔ اور مبلغ عـ۵ چندہ صلیب احمر و مبلغ ۲ سہ آنہ واسطے قیمت نشان صلیب احمر کل للعـ۵ روپیہ سوا پانچ آنہ زخمی سپاہیوں کی مدد کے لئے سکول ہذا سے صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ضلع گجرات کی خدمت میں بھیجے گئے۔

اس سے پہلے گذشتہ اپریل میں ۲۱ تاریخ کو مبلغ لـ۵ روپیہ ہیڈماسٹر صاحب نے سکول ہذا سے فراہم کر کے وار گفٹ جنگی سپاہیوں کی مدد کے لئے منیجر صاحب سکول ہذا کی معرفت اور سیکرٹری کو بھیجے گئے تھے۔ اور دس نوٹ خرید گئے۔ ایک نوٹ پنڈت تیرتھ رام عم اور ایک نوٹ چوہدری خداداد مدرسین سکول ہذا نے خرید کیا۔

یروشلیم کی فتح گذشتہ ہفتہ ہم نے خبر دی تھی کہ یروشلیم ہماری سرکار نے فتح کر لیا ہے۔ اس ہفتہ ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہاں کے لوگوں نے فاتحوں کیساتھ کیسا

سلوک اور برتاؤ کیا۔ تازہ ترین خبر ہے کہ باشندگان یروشلم نے ہماری سرکار کا بڑی گرمجوشی کے ساتھ دلی خلوص اور مسرت کا اظہار کیا۔ ایک برٹش جرنل یروشلیم کی فتح کے بعد علی الصبح مطیع شدگان کو لینے کے لئے شہر کے اندر داخل ہوا تھا۔ اُس کا اہل شہر نے بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا۔ وہ سب ہنستے ہوئے۔ نعرے مارتے ہوئے تالیاں بجاتے ہوئے اور جرنیل مذکور اُس کے رفقا پر پھولوں کی بارش کرتے ہوئے آئے۔ اس اظہار تشکر و اطمینان کی خاص وجہ یہ بھی ہے کہ اگرچہ ہماری فوجوں کی جانب سے اہل شہر پر بڑا زور دیا گیا تھا۔ کہ ہم گولوں سے شہر پر حملہ کرینگے۔ تو بھی شہر میں ہماری فوجوں نے ایک بھی گولہ نہ پھینکا۔

یروشلیم فتح ہونے اور اس کے اندر ہماری فوجوں کے داخل ہو جانے کے بعد ہماری سرکار کی جانب سے تمام مقدس مقامات اور زیارت گاہوں پر پہرہ قائم کر دیا گیا تھا۔ تاکہ کوئی اُن کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکے۔ وہاں کے نئے گورنر نے مسیحیوں اور اُن کے مقدس مقامات پر نگرانی کے لئے ایک افسر کو مقرر کیا۔ حضرت عمر کی مسجد اور اس کے گرد و نواح کی جگہیں مسلمانوں کے ماتحت کر دی گئیں۔ اور اُن کی حفاظت کے لئے ہندوستانی مسلمان افسر اور سپاہی مقرر کئے گئے۔ اور احکام نافذ کر دیئے گئے۔ کہ کوئی غیر مسلم ان زیر نگرانی حدود سے بلا اجازت ملٹری گورنر اور مسجد کے مسلم ذمہ دار افسر کے عبور نہ کرے۔ جو اعلان اس وقت اہل شہر کو دیا گیا تھا وہ عربی۔ عبرانی۔ انگریزی۔ فرانسیسی۔ اطالیانی یونانی اور روسی زبانوں میں لکھا اور سنایا گیا تھا۔ اور متفرق جگہوں میں دیواروں پر چسپاں کر دیا گیا تھا۔ یہ اعلان بھی کیا گیا تھا کہ ہر شخص اپنا جائز کام بلا کسی خوف و مداخلت کے کرتا رہے۔

جرنل نے یہ بھی اعلان کیا تھا کہ چونکہ یہ شہر تین مذہب کے پیروان سے مقدس مانا گیا ہے۔ اس لئے میں بھی ہر ایک مقدس مقام اور یادگار جگہ اور معبد وغیرہ کی بابت یہ کرتا ہوں کہ وہ ان کے اپنے اپنے اعتقاد کے مطابق محفوظ اور مامون رہیں۔ بیت اللحم اور راخیل کی قبر پر بھی پہرہ لگا دیا گیا ہے۔ حبرون کا مقبرہ بلا استثنا مسلم نگرانی کے اندر ہے۔ مصر کا پوسٹ ماسٹر جنرل کرنل بوٹن پاشا یروشلیم کا فوجی حاکم قرار دیا گیا ہے۔

فتح یروشلیم کی اہمیت

یروشلیم کی فتح بڑے بڑے انگریزی اخبارات کے لیڈنگ آرٹیکلوں کا خاص مضمون بن گیا ہے۔ اور انہوں نے جو جو رائیں اس فتح کے بارے میں دی ہیں۔ اختصاراً اُن میں سے چند ایک کا ذکر کر دینا فائدہ اور دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ ڈیلی گرافک اخبار لکھتا ہے یہ فتح ٹرکی سلطنت کے اخلاق اختیار پر ایسی بھاری کامیاب زد ہے جو اب تک واقعہ نہ ہوئی تھی۔ شریف مکہ کے خود مختار ہو جانے کے اعلان کے بعد یروشلیم کے فتح ہو جانے کے یہ معنی ہیں کہ ترکوں کو گویا نوٹس مل گیا ہے کہ بحیثیت شاہی نسل ہونے کے اُن کی طاقت اب خاتمہ پر ہے۔

ڈیلی کرانیکل کہتا ہے "یروشلیم کا سر ہو جانا پولیٹیکل طور پر ایک نہایت ہی اہم واقعہ ہے ..... جرمن پریس نے اس واقعہ کو پیش بینی سے دیکھا تھا۔ اور اس کی فوجی اہمیت کے خلاف ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا۔ مگر بنظر پولیٹیکل وقعت اس کی بے غایت اہمیت کی بابت جرمن اہل قلم نے اسکو احتقار کرکے نہیں چھوڑا۔ یہ حقیقت ایسی ہے کہ اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ مدت ہوئی کہ جرمن کی جامع اسلامی تجویز گر چکی ہے۔ جہاد کا خیال سرے ہی سے ناکام رہا۔ جو کچھ ہم اس وقت دیکھ رہے ہیں وہ نہ صرف برلن کے اولوالعزم مدعا کی شکست ہی ہے۔ بلکہ یہ بالمقابل جارحانہ حملہ ہے اور اس کے اثرات برلن اور اس کے ترکی متابعین کے خلاف ایسی بعید حدود تک پہنچیں گی جیسی کہ مشرق کے اندر۔ اسلام کے اصل خواب اور ہندوستان تک صاف رستے ہو جانے کا اثر ہمارے خلاف تھا"۔

ڈیلی میل لکھتا ہے "اپنے قدیم اصولوں کے پابند ہو کر سب کے لئے انصاف قائم رکھنے کی خاطر برطانیہ یروشلم میں آیا ہے جیسا ہندوستان میں ویسا ہی یہاں بھی وہ مسیحیوں یہودیوں اور محمدیوں کے درمیان اعتدال قائم رکھیں گے۔ ہمارے یہاں داخل ہونے پر خوش ہونے کی یکساں وجہ ہے۔ کیونکہ وہ سب سابق میں جرمن کھیل تماشہ کے اندر ظہور بازی کے بے رحمانہ طریق سے قربان کئے جاتے تھے۔ اُس کے بعد مستقبل میں یہ تینوں قومیں منصف اور ہمدردانہ اختیار کے اندر کام کرینگے۔

اخبار ٹائمز کہتا ہے کہ یروشلیم کا فتح ہو جانا ایک نشان ہے کہ ترکوں کے مظالم پر اب فتویٰ لگ گیا ہے۔ اور ایک نئی آزادگی اس کی قلمرووں پر طلوع کر رہی ہے۔ جن سب کو وہ ستاتے ہیں یعنی یونانیوں۔ ارمنیوں۔ عربوں۔ یہودیوں اور سوریانیوں کو۔ یہ ان کے لئے رہائی کی نیک فالی ہے۔

نور افغان کی توسیع اشاعت میں کوشش کرنا ہر ایک خریدار کا فرض ہے۔

اُٹھ اور روشن ہو

خداوند کریم ذوالجلال رب العالمین نے دنیا کی ساری خلقت و معموری کے خلق کرنے سے پہلے یہہ فرمایا کہ اُجالا ہو اور اُجالا ہو گیا۔ گویا تمام مخلوقات کا دارومدار اسی اُجالے پر تھا جس کی زندگی و حرارت پر تمام نباتات و حیوانات کی نشوونما و خوبصورتی و حُسن کا انحصار موقوف تھا۔ مگر ہاں گناہ نے جس کی مزدوری موت ہے۔ اور انجام بربادی۔ خلقت کے اُس حُسن و جمال و پاکیزگی اور بے گناہی پر تاریکی کا پردہ ڈال دیا کہ جس سے اُس کی وہ چمک دمک۔ شان و شوکت جلال و حشمت جاتی رہی اور لوگوں کو ضلالت اور گمراہی تاریکی اور موت کے سایہ کی وادی میں سرگردان کر دیا چنانچہ ایک آدم کی نافرمانی سے گناہ نے موت کے سبب بادشاہی کرنا شروع کر دیا یوں موت سب آدمیوں میں پھیل گئی۔ اس لئے کہ سب نے گناہ کیا۔ لہذا ضرورت ہوئی کہ دوسرا آدم آوے جو زندگی بخشنے والی روح ہو۔ تاکہ اپنی خلقت کو جو گر گئی تھی اٹھائے جو تاریکی میں تھی اُسے روشن کرے۔ اور جو مر گئی تھی اُسے زندگی بلکہ کثرت سے زندگی عطا فرمائے۔ پس اس پچھلے آدم کے ظہور کے وقت اور اُس کی آمد پر خداوند باری تعالیٰ کی پھر یہہ آواز آئی ہے کہ ”تُو اُٹھ اور روشن ہو۔ کہ تیری روشنی آئی اور خداوند کے جلال نے تجھ پر طلوع کیا ہے“۔ کاشکہ ہر ایک کے لئے جو اُس کی آمد کے دن کی خوشیاں مناتے ہیں۔ اور ظاہرا بڑے خوش و خرم نظر آتے ہیں۔ بڑے دن کا یہہ پیغام مبارک ہو کہ اُٹھ اور روشن ہو۔ کاشکہ وہ جو کسی اعتبار سے اندھیرے میں ہوں۔ اس بڑی روشنی کو دیکھ لیں۔ اور اُن پر جو موت کے ملک اور سایہ میں بیٹھے ہوں یہہ آفتاب

صداقت آن پر طلوع ہو خدا نور ہے۔ اور اُس میں تاریکی ذرا بھی نہیں۔ اور اگر کوئی اُس کی نزدیکی میں رہنا چاہے تو ضرور ہے کہ نورانی ہو۔ اور اگر کوئی اُس کی بلندی پر چڑھنا چاہے تو ضرور ہے کہ اُٹھے اور زندہ ہو۔ یہہ حالت اُس کی حضوری ہی سے نصیب ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اُس کی موجودگی نور ہے اور اُس کی جدائی تاریکی۔ عمانوئیل کی آمد اور اُس کے تجسم کی غرض یہہ تھی کہ وہ دائمی جو گناہوں میں مردہ ہیں۔ ایک نیا دم پھونکے تاکہ اُس کے دم پھونکنے سے وہ جیتی جان ہو جائیں اور اُٹھ کھڑے ہوں اور چلتے پھرتے نظر آئیں۔ اور وہ جو اپنے خیالات و کلام و کام میں پست ہیں اور گرے ہوئے ہیں۔ اُس کے تجسم سے بلند اور اعلیٰ مقاموں پر ہوں۔ کہ جو دنیا کی نظر میں ہیچ اور ناچیز ہیں۔ غریب و حقیر ہیں وہ خدا کی نظر میں اعلیٰ اور افضل بنجائیں۔ کہ غریب دولتمند ہو جائیں نادان دانا بن جائیں گناہگار راستباز بنجائیں کہ جو سوکھی ڈالی کی طرح جہنم کی آگ میں جھونکے جانے کے قابل ہو گئے ہیں۔ وہ بہشت کے میوہ دار درخت کی مانند ہرے بھرے ہوں اور پھلوں سے لد جائیں کاشکہ ہم عمانوئیل کی حضوری سے اس بڑے دن پر معمور اور اُس کے نور سے منور ہو جائیں۔ نور کا خاصہ ہے کہ وہ خود نور ہے۔ دوسروں کو روشن کرتا ہے۔ خداوند چاہتا ہے کہ اُس کی کلیسیا ہاں اُس کا ہر ایک فرد اُٹھے اور روشن ہو۔ کاشکہ خداوند کے تجسم کی یہ برکتیں ہم سب کو نصیب ہوں اور پچھلے سالوں سے زیادہ بیدار اور روشن نظر آویں۔ کاشکہ خداوند کا یہہ فرمودہ کہ ”وہ جلال جو تو نے مجھے دیا ہے میں نے انہیں دیا ہے“۔ ہم میں سے ہر ایک کے لئے اس بڑے دن پر صادق ٹھہرے۔ اور اُس سے اس جلال کو پائیں جیوں جیوں سال گذرتے جاتے ہیں ہم کو موقعہ پر موقعہ ملتے جاتے ہیں کہ ہم زیادہ اُٹھتے جائیں۔ ترقی کرتے جائیں اور بڑھتے جائیں۔ اور پہلے کی بہ نسبت زیادہ روشن اور نورانی ہوتے جائیں۔ تاکہ ہم سب کے بے نقاب چہروں سے خداوند کا جلال اس طرح منعکس ہوتا رہے جس طرح آئینہ اور کہ ہم اُس خداوند کے وسیلہ سے جلالی صورت میں درجہ بدرجہ بدلتے جائیں۔ اور یسوع کی طرح حکمت اور قد و قامت میں اور خدا کی اور انسان کی مقبولیت میں ترقی کرتے جائیں۔ تاکہ ہم اُس شہر کی مانند ہوں جو پہاڑ پر بسا ہوا ہو اور چھپ نہ سکے اور ہماری روشنی آدمیوں کے سامنے ایسی چمکے کہ لوگ ہمارے نیک کاموں کو دیکھ کر ہمارے باپ کی جو آسمان پر ہے تعریف کریں۔ آمین۔

مسیح میں آپ کا خادم۔ پریم آشند۔

غزل

مجھے جلوہ اپنا دکھا اے مسیحا!
یہ دل اپنا مسکن بنا اے مسیحا!

سراپا تو ہی نور ہے اے مسیحا
تو منبع صدق و صفا اے مسیحا

تو ہی راہ حق ہے تو ہی زندگی ہے
تو چشمۂ آب بقا اے مسیحا۔

ترا خونِ اقدس علاج گنہ ہے۔
مریضِ گنہ کی دوا اے مسیحا

دیا نور چیلوں کو پیدوسل میں
وہی نور ہم کو دکھا اے مسیحا

تڑپتا ہوں دن رات فرقت میں تیری
رُخ نور اپنا دکھا اے مسیحا۔

چُنا جس طرح سے ہے پولس تو نے
مجھے اپنی مرضی بتا اے مسیحا۔

جو برگشتہ ہیں سارے عالم میں تجھ سے
انہیں راہِ حق پر چلا اے مسیحا
بدل جائے صورت و سیرت کہ جس سے
کرشمہ وہ اپنا دکھا اے مسیحا
ترے بندے خاکر کی یہہ التجا ہے
مرا بارِ عصیاں اُٹھا اے مسیحا

نیازمند ٹامس خرنگ ذاکر رمیرٹش القبولاحیکل سیزی بریلی۔

سلامتی کا شہزادہ

ہوائے سرِ بخشش کی چلی جنت سے آتی ہو
ہوا ہے مہرباں یزداں مبارک ہو مبارک ہو

بیت الحم کی سرا میں آج ایسا انبوہ کثیر اور جم غفیر ہے کہ کان میں آواز سنائی نہیں دیتی۔ بڑے بڑے روٗسا۔ امیر۔ کبیر دور دراز ملکوں سے اسم نویسی کی خاطر آئے ہوئے ہیں۔ کیونکہ اُس زمانے کی گورنمنٹ کا یہ حکم تھا کہ تمام گرد و نواح کے لوگ بیت الحم میں آکر مردم شماری کرادیں۔ ہر ایک ذی عزت اور دولتمند آدمی کے واسطے ہر طرح کا سامانِ عشرت مہیا کیا گیا ہے۔ ہر طرح کی اُن کے لئے آسائش بہم پہونچانے کا انتظام سرکار کی جانب سے قبل از وقت کیا جا چکا ہے۔ غرض اُن کے لئے کسی چیز کی کمی نہیں۔ زبان ہلانے کی دیر لیکن اُن کی ضروریات پوری ہونے میں دیر نہیں۔ یوسف اور مریم بھی اپنا سفر طے کر کے سرِ شام منزلِ مقصود پر آن پہونچے ہیں چونکہ تاریکی جلد جلد اپنا پرتو روئے عالم پر پھیلاتی جاتی ہے اور حضرت آفتاب عالمتاب گوشۂ مغرب میں اپنا منہہ چھپا چکے ہیں۔ اس لئے ہر شخص کو رات بسر کرنے کے لئے آرام کی جگہ کی تلاش ہے۔ اور غالباً ہر شخص اطمینان سے اپنی آرامگاہ میں بیٹھا ہوا ہنسی خوشی کی باتیں اُڑا رہا ہے۔ چونکہ مریم دور دراز کا سفر کاٹ کر آئی ہے۔ اس لئے اُس تھکان نے مجبور کر رکھا ہے کہ وہ کچھ دم آرام کرے۔ مریم یوسف سے درخواست کرتی ہے کہ تم مہتمم سرائے کے پاس جاؤ اور رات بسر کرنے کے لئے کوئی جگہ تلاش کرو۔ یوسف فوراً مہتمم سرائے کے پاس جاتا ہے اور اُس سے بالتجا پوچھتا ہے کہ ہم دور سے آئے ہیں اور اس لئے تکان ہمیں مجبور کر رہی ہے کہ ہم آرام کریں۔ برائے نوازش ہمیں کوئی جگہ دیجئے جہاں رات کاٹ لیں۔ مگر افسوس جواب ملتا ہے کہ ہمارے پاس جگہ نہیں۔ یوسف مایوسانہ مریم کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمارے لئے سرائے میں جگہ نہیں رہی۔ یوسف نے اِدھر اُدھر جگہ تلاش کی مگر لاحاصل۔ آخرکار چرنی میں تھوڑی سی جگہ پاکر اپنا بستر کھول کر لگا دیا کہ مریم آرام کرے۔ افسوس یہہ کسی کو خبر نہیں کہ آج بیت الحم کی سرائے میں نجات دہندہ پیدا ہونے والا ہے۔ آہ اُس سلامتی کے شہزادے کے لئے جو قادرِ مطلق اور دنیا کا نجات دہندہ ہے سرائے میں جگہ نہیں جس نے آسمانی جاہ و جلال اور اونچی شان و شوکت کو خیرباد کہہ کر اس غم و اندوہ کے جہان میں آنا محض انسانی ہمدردی کی خاطر قبول کیا۔ کسی کو خبر نہیں کہ وہ سلامتی کا شہزادہ جس کے حضور میں تمام فرشتگان سربسجود رہتے اور قدوس قدوس پکارتے ہیں آج بیت الحم میں رونق افروز ہوا چاہتے ہیں۔ وہ نجات دہندہ باپ کے دہنے ہاتھ بیٹھ کر عزت و عظمت پاتا تھا۔ آج اُس کی اس دُنیا میں کوئی قدر نہیں۔ کسی کو خبر نہیں کہ آج انسانی ہستی کا سامان مغفرت ہوا چاہتا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ آج خداوند خود انسان کی نجات کے لئے تشریف لا رہے ہیں مگر سرائے میں اُس کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ جب ہم اُس کی بے بیان محبت پر غور کرتے ہیں تو ہماری عجیب حالت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جب انسان گناہ کرنے کے باعث خداوند سے دور ہو گئے۔ اور کوئی صورت اُن کے بچنے کی نہ رہی اُس وقت ہمارے پیارے منجی نے اس دنیا میں آنا اور دکھ و تکلیف اُٹھانا حتیٰ کہ اپنی جان تک اُن کے بچانے کے لئے دینا منظور کی۔ جب خداوند تعالیٰ بنی آدم کے گناہوں کا علاج کرنا چاہتا تھا۔ اُس وقت جہان کے منجی نے اپنے باپ سے کہا کہ میں دنیا میں جاؤنگا اور اُن کے لئے اپنا بیش بہا خون بہا کر غضب الٰہی سے بچاؤنگا۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ ہمارے نجات دہندے نے یہ الفاظ اپنے باپ سے کہے ہونگے۔ میں جاتا ہوں کہ کھوئی ہوئی بھیڑ کو تلاش کروں۔ مگر جب ہم مہتمم سرائے کے اُن الفاظ پر غور کرتے ہیں کہ تمہارے لئے سرائے میں کوئی جگہ نہیں تو سخت افسوس ہوتا ہے۔ دُنیاداروں کے لئے تو سب آرام و آسائش بہم پہونچائی۔ لیکن اُس خداوند کے لئے سرائے میں جگہ نہیں جس نے دنیا کی خاطر اپنی جان دینا منظور کیا۔

سچ ہے کہ خداوند مسیح کی محبت بے بیان ہے۔ اے عزیزو آج اس ۱۹۱۷ء کے کرسمس ڈے پر وہی سلامتی کا شہزادہ ہمارے دلوں کی سرائے میں داخل ہونا چاہتا ہے لیکن بہت سے ایسے ہیں جن کے دلوں میں دنیا کا عیش و آرام گھر کئے ہوئے ہے۔ وہ بیباکانہ جواب دیتے ہیں کہ ہمارے پاس جگہ نہیں۔ افسوس ہے اُن پر جو نجات کو دیدہ و دانستہ اپنے ہاتھوں سے کھو دیتے ہیں۔ لیکن مبارک ہیں وہ جو سلامتی کے شہزادے کو اپنے دل کی سرائے میں جگہ دیتے ہیں اور فخر کرتے ہیں۔ راقم الیاس داس رسا از شانتی نگر۔

بڑا دن مبارک ہو

یہ آنا شان و شوکت سے بڑے دن کا مبارک ہو
مبارک شادمانی کا ہمیں موقعہ مبارک ہو۔

صبا مژدہ غریبوں کے لئے لانا مبارک ہو
ترا انگلیوں سے جھوم جھوم گر آنا مبارک ہو۔

مصیبت رنج کے لشکر نے دیکھو گھیر رکھا تھا
خوشی کے زور سے اُس پر فتح پانا مبارک ہو

پیانو۔ طبلے۔ سارنگی دسی بی مینڈ بجتے ہیں۔
خوشی کے گیت تیری حمد میں گانا مبارک ہو

کہیں تو بیٹیاں لڑکے کہیں شوقین پھرتے ہیں
خدایا شان و شوکت سے انہیں پھرنا مبارک ہو

خوشی احباب تو میرے جہاں میں کرتے پھرتے ہیں
مقید یار؛ پلٹن میں ہمیں رہنا مبارک ہو۔

تو ہو مستعد پروانہ کہ تیری آج آئی ہے
کرسمس کی شمع پہ تیرا جلنا مبارک ہو۔

میلاد شریف

دیکھو آج کیا خوشی و خرمی کے آثار ہیں۔ چاروں طرف لوگوں کی چہل پہل اور ایک دوسرے کی ہمکناری کی قطاریں ہیں۔ پیارو یہ کس کی آمد کا اس قدر جاہ و حشم و شان و شوکت سے انتظار ہے۔ وہ دیکھو ملائک کا مجمع اور آسمانی لشکر فلکی فانوس پر بیٹھا ہیں لئے آسمان سے حمد کے گیت گاتا ہو بیابان میں گڈریوں پر ظہور ہوا۔ صدیوں سے اسی کے لئے ہر فرد بشر کا دل انتظاری نگاہوں سے بے قرار ہے۔ حالانکہ اس ماہ میں روز چھوٹے ہوا کرتے ہیں۔ مگر اس کو بڑے دن کے نام سے کیوں موسوم کرتے ہیں؟ اس واسطے کہ ایک بڑے منجی کی ولادت و مظہر الٰہی کی پیدائش کا اظہار ہے۔ آجکل نئے نئے کھانے پہننے کے سامان ہیں۔ کہیں کیک۔ مٹھائی۔ نارنگی و ورنگی۔ سنترا رنگترا۔ سیب کیلا زرد دانہ تاک و اک کا انبار ہے۔ کہیں کرسمس ٹری کا انعاموں کی تھیلیوں کے ثمر سے شجر زیر بار ہے۔ ارے یارو یہ عجیب بہار ہے۔ کہیں سفید براقی جھڑکیلی پوشاکوں سے ملبوس بچوں کی قطار ہے۔ ادھر یہ خوشی کا سین اور خوشی کا منظر بھی قابل دیدار ہے۔ گانے بجانے خوشی کے ترانوں سے منجی کی حمد گاتے پھرتے ہیں۔ مشن احاطوں اور مدرسوں کے لڑکے ۲۴ دسمبر کی رات کو ہاتھ میں مشعلیں لئے ہوئے اور مینڈ بجاتے ہوئے گولے وغیرہ اڑاتے ہوئے چہل پہل سے خوشی میں اچھلے اترائے جاتے ہیں۔ بیرون آئے عجیب انداز سجائے اور خوشی کی صورت بنائے پھرتے ہیں۔ واہ رے بڑے دن تیری خوشی تیری خرمی میں جو کچھ لکھا جائے کم ہے۔ کیا ہم نے اپنے منجی کی ولادت کی خوشی کے منانے کے لئے کوئی فعل ایسا تو نہیں کیا جس سے اُس کی عزت اور نام پر بٹہ لگے۔ اجی ہمیں ایک بالائی خوشی ہے کہ ہماری سرکار کا ہاتھ یروشلم کی تسخیر کے لئے دراز ہوا اور آخر کار کنعان پر قابض ہوا۔ منقفیٰ عبارت کے مضمون بہت نکلیں گے۔ لہذا ابندہ ان چار سطور پر اکتفا کر کے ناظرین کو کرسمس ڈے کی مبارکباد دیتا ہے۔ فقط وہی این۔ پی پروانہ۔ دیوانہ جس کا برگن میں ہے آشیانہ۔

آمد مسیح

(تائب۔ لودیانوی۔)

مژدہ اے دل کہ جہاں میں ترے سرور آئے
جسکا طالب تھا وہی آج ترے گھر آئے

دھوم ہے آج وہ پیمبر رب اکبر آئے۔
عالمی والو اٹھو داور محشر آئے۔

اے مسیحا ترا دیدار میسر آئے
نکلے ارمان جو تمنا یہ مری بر آئے۔

فرش راہ شوق میں خود آنکھیں بنی جاتی ہیں
دید کی آرزو تھی جس کی وہ دلبر آئے۔

راہ جنت کا نہیں ملنا ہے اب کچھ مشکل
کہ مسیح ابن خدا بن کے ہیں رہبر آئے۔

کفر و ظلمت سے بچیں گے اب ہزاروں عاصی
کہ مسیح شمع ہدیٰ ہاتھ میں لیکر آئے۔

آج ہے طور تجلی کا ہر اک کے دل میں
جلوہ طور نہ کیوں ہم کو میسر آئے۔

دید کی آرزو تھی جس کی خلیل اللہ کو۔
وہ کیا شان خدا ہے وہ زمیں پر آئے

لکھ دیا لکر یہ بحر اور غزل تو تائب۔
لطف مضمون کا ہمیں جب ہیں مکرر آئے

خداوند المسیح کی آمد۔

(مرقوم از تائب۔ لودیانوی۔)

مسیح کا بھید یہ پیارو دیکھو جہاں کا غم ہیں کھانے آئے
گنہگار و تمہارے بدلے گنہ کا وہ بار اٹھانے آئے۔

خدا سے برگشتہ تھے تمکو وہ پھر ہیں بارے ملانے آئے
دلوں کی ظلمت گنوانے آئے کدورت تمکو مٹانے آئے

سنو کے جہاں بگڑ چکے تھے اور ہستی اپنی مٹا چکے تھے
وہ اپنے فیض کرم سے آخر پھر ان کی بگڑی بنانے آئے

گنہ کی رو سے جہاں پہ چاروں طرف سے تاریکی چھا رہی تھی
وہ بنکے شمع ہدیٰ تو پھر یاں گنہ کی ظلمت گنوانے آئے

یہ کہو چکے تھے خدا کے بندے جو جنت امیں ہیں نوح اللہ
وہ منتظر طور شمع اہل جہاں کو پھر ہیں دکھانے آئے

بشپ سی بی ای اسکول لودیانہ کا بینڈ۔

ولا میں حق کی جو بیوفائی بشر سے صادر ہوئی تھی اول
وہ اسکی کر کے تلافی یوں ہی نما ہیں خستہ بنانے آئے
گنہ کے ہر تیر سے ہیں زخمی جو سینہ ریشاں ہیں اس عالم ہے
وہ ان کے زخموں پہ خون اقدس کی اپنے مرہم لگانے آئے
ہے عجب میرا اسی کو ہمدم جو سرور دو جہاں ہے میرا
کہ جس کے در پہ فرشتگاں بھی ہیں عجز سے سر جھکانے آئے
مسیح کے اس فریض باراں پہ کیوں نہ قربان ہوں نہ تیجے
وہ دشت دہر میں اس جہاں کے ہیں سیل رحمت بہانے آئے

دنیا کی اکیلی حقیقی نجات کے ظہور کا مبارک دن

جب خدا کا اکلوتا ہمارا نجات دہندہ اس دنیا میں آیا اس نے کنواری کے پیٹ سے نفرت نہ کی وہ غریب گھر میں پیدا ہوا۔ کیونکہ خدا نے اس جہان کے غریبوں کو ایمان میں دولتمند اور اس بادشاہت کا وارث ہونے کے لئے برگزیدہ کیا ہے۔ جس کا اس نے اپنے محبت کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے یعقوب ۲:۵ وہ اس دنیا میں آکر کامل انسان بنا جس سے خدا باپ کا جلال ظاہر کیا۔ تمام نفسانی خواہشات کو الگ رکھ کر انسانی جامہ سے نور ہی نور کا جلوہ دکھاتا رہا۔ اندری جیت اپنا ثانی آپ تھا۔ آج تک دنیا کی پیدائش سے کوئی بشر نہیں ملتا جو کامل انسان بنا ہو۔ افعال حسنہ سے باپ کا منظور نظر ہوا زمین و آسمان کی کنجیاں اسی کو ہاتھ لگیں آج تک کوئی لائق فرزند نہ نکلا جس کو یہ حق ملا اور آئندہ تمام بنی نوع انسان کو اس حق سے محروم کیا۔ آسمان کی بادشاہت سوائے بیٹے کے وسیلے محال اور ناممکن ہے۔ جس نے خدا کا فرمانبردار فرزند ہو کر فتوے لگایا کہ آسمان کے نیچے کوئی نیک نہیں سوائے اس کے جو میرے باپ کی مرضی پہ چلتا ہے۔

اس نے تمام دنیا کی بادشاہت کو لات مار کر تمام دنیا کی بھلائی کو مدنظر رکھا۔ آج کون فرقہ یا مذہب ہے جو اکلوتے کے قانون اور قاعدوں سے باہر ہونا چاہتا ہے۔ ساری دنیا اسی کے قاعدوں پر عمل کرنے کی دھن میں لگی ہوئی ہے ہر ایک فرد یہی چاہتا ہے۔ کہ میرا بیٹا برہمچاری ہو۔ خدا کا خوف رکھنے والا ہو سچی قربانی کی روح رکھتا ہو۔ یہ نمونہ صرف اکیلی حقیقی نجات سے ہی مل سکتا ہے۔

اس کے ظہور سے واقعی دنیا کا بھلا ہوا جوں جوں زمانہ گزرتا ہے۔ اس کی بشارت ملک ملک گاؤں گاؤں شہر شہر۔ اور گھر گھر پہونچتی ہے۔ روحانی لنگڑے چلتے ہیں۔ اندھے دیکھتے ہیں۔ کوڑھی پاک صاف ہوتے ہیں۔ خاصکر تعلیم یافتہ حقیقی نجات سے جلدی جلدی مستفید ہوتے ہیں۔

اس نجات دہندہ کا بے حد پیار کہ پیارہ پکار کر روحانی مے کے مٹکے کے مٹکے بھر کر خدا باپ کی محبت سے لوگوں کو مخمور کرتا ہے کہ اے جو تم پیار کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ صرف ایک شادی کر لو۔ خدا باپ کی محبت کی مے سے مخمور ہو جاؤ۔ اس کو ہمیشہ یاد رکھو اس کا خوف مانو

ایک جگہ چلتے چلتے موجودہ زمانے کے تعلیم یافتہ لوگوں کو ایک انجیر کے درخت کے نام سے مخاطب ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے اے تعلیم یافتہ لوگو تم کیسے بہار کے پھل ہو جو میرے باپ کیطرف جھکو۔ اگر تم میرے باپ کی طرف نہ جھکو تو تم ہمیشہ کے لئے خشک ہو جاؤ۔ یہ اس کا کیسا گہرا پیار ہے جس سے وہ ساری دنیا کو اپنی طرف بلاتا ہے۔ اور ہم جو اس کے نام لیوا ہیں کیا تسلی کے کلمے فرماتا ہے۔ جبتک دنیا کا ایک ایک گھٹنا میرے آگے نہ جھکے دنیا کا آخر نہ ہوگا۔

حضرت ابراہام نے اس کو ملک صدق کے نام سے پکارا۔ اور لوگوں کو جتلایا کہ وہی ہمیشہ کا کاہن ہے جس کو حضرت موسےٰ نے پیتل کا سانپ ظاہر کیا ان کے لئے آنے والی نجات محقق تھی جس سے زمانہ سابق کے لوگ آنے والی نجات سے آسمان کی بادشاہت کے وارث ہوئے۔ ہم دیکھی ہوئی اور گذری ہوئی نجات کے قائل ہیں کہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔" خدا باپ کی محبت کے سبب سے بھائیوں میں محبت رکھنی ہمارا فرض ہے۔ محبت سے خدا ہم میں رہتا ہے۔ آپس کی محبت سے اکیلی حقیقی نجات اوروں پر واضح ہوگی۔ آمین۔ راقم مولچند مسیحی مدرس رنگ محل

ولادت مسیح

از قلم میر کریم الدین برق مجیٹھا ضلع امرتسر

حکمت و دانش کا نشاں بردار
ہوا خاندان داؤد سے نمودار۔
مریم کے بطن سے ہوا ہے پیدا
قدرتِ حق بہ طرزِ نو جلوہ نما
مقدسوں نے لکھا کہ ایسا ہوگا
پس وہی ہوا دیکھ لو ہے پیدا
راہ اور حق اور زندگی کا مخزن
ہدایت۔ نجات۔ جلال کی ہے معدن
جھکو اس کے آگے فرشتے ہیں جھکے۔
ایک موج نور ہے زمیں تا فلک چلے۔

مجوسیوں نے کہا گڈریوں نے شہادت دی
کہ کتاب فراست و فطرت دیں پہ ہے کھلی
نزدیک آؤ ذرا اس بچہ کو دیکھو
کہ کیا کہتا ہے یہ اس کی سنو۔
ایک دن کی جان اور قوت گویائی
حیرت میں پڑ گئی ہے خدائی۔
وہ بڑہ ہے خدا کا عجیب صورت سے
صلیب پر چڑھیگا کمال وحدت سے
ہمارے لئے اُس نے جان دی اور کہا
کہ تم بھی میری صلیب کو لو دوش پہ اُٹھا
جوق ترک کر گناہ کو۔ اور نیا بن جا۔
کہ مسیح کی ولادت کا یہی ہے نکتہ۔

میسوپوٹامیہ کے زخمیوں کے لئے اپیل

جذبہ حب وطن اک گونہ ایمان ہے۔
جو نہیں یہ جانتا انساں نہیں حیوان ہے،
بغداد سے تکریت تک ہو رہی ہے جنگی جو خشک
ہندی بہادر اُس میں ہیں کچھ تم کو بھی پہچان ہے
اپنے جوان بیمار ہیں زخمی ہیں لاچار ہیں
کچھ انکو بھی تو چاہئے درکار نہیں سامان ہے
آرام سے ہم رہتے ہیں رنج و الم وہ سہتے ہیں
زہے سرور انکی مدد قوم کی جو کچھ ارمان ہے۔
بچھڑے ہوئے ماں باپ سے بچوں عزیزوں سے بچھڑے
ہجراں سے جن کے دل جلے کنبہ ہوا ویران ہے
جارج[1] کی خدمت میں کھڑے گر رنج سفری ڈرے
تن من دیا ہے سب اسے لو جان بھی قربان ہے
جتنا کہ تم سے ہو سکے تم بھیجنا اُن کے لئے۔
موزے سے بھی ہوں خواہ تونے خواہ کسوت کا بنیان ہے
ہے سایہ برطانیہ انکے سروں پر پڑ رہا۔
ہاں ہم کو بھی رکھنا مگر کچھ انکی نسبت دھیان ہے
جرمن کی سب چالاکیاں اور اُس کی وہ بے باکیاں
ہم پل میں ہیں ساری اُڑا گر ہم میں بھی کچھ شان ہے
اے جوق جن کے واسطے گرمعتا رہا ہوں میں سال کے
اللہ کرے ہو انکی فتح میری دعا ہر آن ہے

[1] شہنشاہ

مولود مبارک

الٰہی رحم تیرا بے بہا ہے۔
دکھایا تو نے یہ دن خوشنما ہے
مسیحی آج ہر ایک شادماں ہے
خوشی شادی کا مژدہ جو سنا ہے
ہوا پیدا منجی اس جہاں کا
فرشتوں نے فلک سے دی صدا ہے
گڈریوں نے سُنا مژدہ مبارک
مجسم پاک چرنی میں پڑا ہے۔
عجب ہستی مشیر پاک ہے وہ
ہے قادر وہ کہ جو پیدا ہوا ہے
نہیں شک ابدی اُس کی ذات باری
جنم خود حق نے انسانی لیا ہے۔
ہویدا اب ہوا ہے نور اللہ
کہ روشن جس نے دنیا کو کیا ہے
کیا بیشک خدا نے پیار ایسا۔
کہ بیٹا اپنا اکلوتا دیا ہے۔
کہ جو ایمان دل سے اُس پہ لاوے
حیات اُس کے لئے بدلہ ہوا ہے
مدح اُس کی نہ کیوں فیروز کرئیے
زبان دی جس نے کرنے کو ثنا ہے

اے۔ عباد اللہ فیروز۔ فورمن کرسچن کالج لاہور۔

مژدہ تولد مسیح

واہ کس شان سے یہ روز بہار آیا ہے۔
لیکے ہر اک مژدے ہزار آیا ہے ؎
باجا بجنے کے لئے گلشن دنیا میں بھلا۔
ہر شجر بنکے یہاں آج ستار آیا ہے۔
فلک کو چھوڑ کے کیا خوب خدا کا بیٹا
اب دکھانے کے لئے اپنا پیار آیا ہے
مبتلا رنج و الم میں ہیں جو ان کے دل سے
دور کرنے کو وہ یاں انکا غبار آیا ہے
مئے اُلفت کو پئے آج تیری پسر خدا
سر میں کیا خوب مرے آج خمار آیا ہے۔
ہم تھے مضطر و پڑے غرق بحر عصیاں میں
تیری آمد سے ذرا دل کو قرار آیا ہے۔
پاتے ہی خبر تولد کی تیرے اے عیسٰے
آج شیطاں کو بھلا کیسا بخار آیا ہے
حکم جاری تھا شیاطیں کا جہان دنیا میں
دیکھئے آج وہ یاں اُن کا مزار آیا ہے
تھے خزانے جو نہاں اُس کی ولادت کے قبل
آج لیکر کے انہیں کرنے نثار آیا ہے۔
فوج ابلیس کھڑی رہتی ہے ہر دم تیار۔
فتح کرنے کے لئے اُس کا حصار آیا ہے
اب مٹی جنگ و جدل روز خوشی آ پہونچا۔
صلح کرنیکو وہ در شہر و دیار آیا ہے۔
ہدیہ دینے کو نہیں پاس زر و اُمر و طلا۔
نذر کرنیکو خاکا چند اشعار آیا ہے۔

خاکسار۔ ایم سی بنجمن ورنکا ایونگ کرسچن کالج الہ آباد

تربیت بچگان

گزشتہ سے پیوستہ

اچھی باتوں کا شروع سے خیال رکھو!

بچے کو شروع سے ہی نرم الفاظ سنانے مناسب ہیں۔ کیونکہ غصے والے لفظ اُس کے کان میں نہیں پڑنے چاہئیں۔ اُس کو دیکھنے دو کہ جن چیزوں سے تم نفرت کرتی ہو واقعی وہ خراب چیزیں ہیں۔ مثلاً جھوٹ۔ خود غرضی۔ بے رحمی اور غصے والے طریقے۔ اُس کو دیکھنے دو کہ تم کسی اچھی چیز کی خاطر اپنے آپ کو محروم رکھتی ہو اور اُس سے امید رکھتی ہو کہ وہ بھی ایسا کرے۔

بچے کو تابعداری سکھاؤ!

سب سے زیادہ اُسے تابعداری سکھانا لازم ہے اُس سے پوچھو کہ کونسی بات اچھی ہے۔ اور پھر اُسے اُس پر عمل کرنا سکھاؤ۔ اگر وہ تمہارا حکم بجا لانا نہ سیکھیگا تو خدا کا حکم کب مانے گا۔ اُسی کی خاطر تم اس کے لئے اتنی تکلیف اُٹھاتی ہو۔ کیا یہ درست نہیں؟

تمہاری محبت اعلیٰ قسم کی ہونی چاہیئے۔

تمہاری خواہش یہ ہونی چاہیئے کہ وہ تمہاری محبت کا دعا سیکھے۔ یعنے جو کچھ درست۔ ایمانداری اور دوسروں کے فائدے و نیک نامی کے لئے ہو وہ کرے ایسا کرنے سے تم جلدی ہی اُس کو سمجھا دوگے کہ وہ محبت جس کا کہ وہ نتیجہ ہے۔ کیا چاہتی ہے۔ اور اُسے جلدی ہی سیکھنے دو کہ تمہاری محبت کس قسم کی ہے۔ اُسے برے کام کو انکار کرنے دو۔ اور آخر اُس کام کو کرنے دو جو کہ اچھا ہو۔ اس طرح سے اُس کا چال چلن ویر مگٹرے آہستہ آہستہ درست ہوتا رہیگا۔ تم چاہتی ہو کہ تمہارا بچہ خوش رہے۔ مگر تم اُس کو مصیبت اور افسوس سے نہیں بچا سکتیں اور زندگی کو ایک آسان کام نہیں بنا سکتی لیکن اگر تم اُس کو تندرست۔ مہربان سچا اور اپنے ہمسر تابعض نے اور مدد کرنے والا بنانے کے لئے کوشش کرو۔ تو تم اُس کو ایک بڑی بھاری تکلیف سے بچا سکتی ہو جس کو کہ ہم اپنے لئے بناتی ہیں۔ اگر تم اُس کو سکھاتی ہو کہ بہ نسبت خوشی کے چال چلن کی زیادہ قدر ہے تو وہ زندگی کی تکلیفوں کا بہادری سے مقابلہ کریگا۔ خدا نے تم کو ماں بننے کی اس لئے اجازت دی ہے کہ تم اچھے آدمی اور عورتیں پیدا کرو۔ جو کچھ تم بچے کو پہلے پانچ سالوں میں سکھاؤ گی۔ وہ مدرسہ کے آئندہ دس سالوں سے اچھا ہوگا۔

غزل

کرو تم شکر خلاق جہاں کا
دکھایا جس نے منہ پیوند کلاں کا

الم کیسا ہے اور ہے غم کہاں کا
بلندی پر ستارہ ہے جہاں کا

نمود موسم گل چارسو ہے
نہیں ہے نام تک باقی خزاں کا

جسے دیکھو وہی پھرتا ہے خوش خوش
عجب کچھ حال ہے پیر و جواں کا

بئے اک گھونٹ آب زندگانی
دکھائیں پھر تجھے جوہر زباں کا

بہت مدت سے ہم ساقی کھڑے ہیں
پلا دے اوک سے پیالہ کہاں کا

جو آئے وہ نہ جائے در سے خالی
بڑا رتبا ہے رتبہ میہماں کا

کسی کی یاد میں ہے میگساری
نہیں ہے کچھ فکر سود زیاں کا۔

نہیں عشق حقیقی جس کے دل میں
وہ کیا جانے مزہ میری زباں کا۔

کرسمس اس لئے کہتے ہیں اس کو
شفیع پیدا ہوا اس دن جہاں کا۔

قدم پڑتے ہی تیرے اس جہاں میں
نمونہ بن گیا گویا جناں کا

اُسی کی ذات کے سارے ہیں جلوے
شفیع ہے جو زمین و آسماں کا

بچایا مجھ سے عاصی کو مسیح نے
کیا چارہ مرے درد نہاں کا

نہیں محرم بجز تیرے خدا کا
توہی رازداں اس لامکاں کا

کئے دعوے خدائی کے جنہوں نے
پتہ ان کے نہیں نام و نشاں کا

یہ قصے بلبل و قمری کے سارے
اک آشفتہ ورق ہے داستاں کا

کفیل کار ہے عیسٰے ہمارا۔
نہ کچھ یاں کا خطرہ ہے اور نہ واں کا

نہیں تاریکئے مرقد کا خطرہ۔
کہ دل پر نقش ہے اُس مہرباں کا

خمار اس میں نہیں کچھ شاک مسیحا۔
ہے بٹیا خاص خلاق جہاں کا

منور افشاں کا رہے قائم نشاں
دور میں جب تک رہے یہ آسماں

ہے دعا میری یہہ صبح و شام کی
پیرو عیسٰے نہیں خورد و کلاں۔

یا خدا دائم رہیں قائم یونہیں۔
شاہ انگلش اور یہ ہندوستاں۔

مولود شریف

خیالات رسا

لو آج پھر شگفتہ یہ تختِ چمن ہوا۔ — غنچے کھلے نشاط سے ہر گُل گمن ہوا
دارِ زمیں پہ آج مسیحِ زمن ہوا — دریائے فیضِ دہر میں پھر موجزن ہوا
تابش سے اُس کی تاب پہ سروِ سمن ہوا — شبنم کا قطرہ برگ پہ دُرِّ عدن ہوا۔
آئے مسیحِ دہر کی بخشش کیواسطے — فضلِ خدا جہان پہ سایہ فگن ہوا
باغِ جہان میں گلِ عیسےٰ کا ہے ظہور — چوں گُل کمالِ شوق سے اِک خندہ زن ہوا
مشرق میں تابِ کوکبِ اقبال ہے عیاں — پُر نور جس کی تاب سے چرخِ کہن ہوا
ہے عطر بیز رائحۂ گُل باغِ دہر میں — معمور بُو سے قبۂ مشکِ ختن ہوا
فیضانِ ذاتِ پاک سے عالم ہے مستفیض — برکت سے اس کی راہ پہ چرخِ کہن ہوا۔
تھا اقتضائے شوق فنا یاد میں ہوا۔ — دو جاں سے ایک جان ہیں اور ایک تن ہوا
آنکھیں لگیں جو اپنی شفاعت پہ شاہ کی — خاطر سے دور دم میں یہ رنج و محن ہوا۔
دُنیا کے مال و زر کی نہیں اُس کو آرزو — دل جسکا ذوقِ یار میں یاد و مگن ہوا
ابرِ کرم کے فیض کے رشحہ سے اے رسا — ہر شعر تر آب میں دُرِّ عدن ہوا

قصیدہ کرسمس ڈے

خالق کی کرو حمد و ثنا ہیپی کرسمس۔ — جس نے ہمیں یہ دن دیا ہیپی کرسمس
ہاں حضرتِ عیسیٰ کی ولادت ہو مبارک — آئی وِش تو آل اہلِ وفا ہیپی کرسمس
جو روحِ مقدس ہو مری روح کا شیشہ — وہ جام مجھے بھر کے پلا ہیپی کرسمس۔
لو کیسا مبارک ہے یہ دن جسکی خوشی میں — آتی ہے فلک سے بھی صدا ہیپی کرسمس
وہ دن کرے خالق کہ تجھے مان لیں سارے — ہر اک زباں پہ ہو صدا ہیپی کرسمس۔
وہ آیا بچانے کے لئے ہم کو فلک سے — یہ گانا کرسمس پہ سدا ہیپی کرسمس۔
عیسے نے بچایا ہے ہمیں خون بہا کر ؏ — ہے عاصیوں کی وہ ہی دوا ہیپی کرسمس
وہ ذاتِ خدا شانِ خدا روحِ خدا ہے — اللہ کا ہے جلوہ نما ہیپی کرسمس ؏

دلشاد کیا ہے ثمر زار کو جس نے۔
وہ نام مسیحا ہے دیا ہیپی کرسمس

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نور افشاں کے لئے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام ویل راو نے چھپا

